© rasailojaraid.com

اسلامی تربیت کے معاشرے پر اثرات

آباد شاہ پوری°

'معاشرہ' افراد کے مجموعے کا نام ہے۔ فرد کی مثال اس 'مرکزہ' (Nucleus) کی ہے، جس کے اردگرد خلیے جمع ہوتے ہیں اور پھر ایک وجود تشکیل پاتا ہے۔ یہ مرکزہ جس نوعیت کا ہوتا ہے، اُس کو وجود میں لانے کے پیچھے جو نظریہ، مقصد اور ارادہ کارفرما ہوتا ہے، معاشرہ بھی اسی نوعیت کا وجود میں آتا ہے۔ ایک پودے کے مرکزہ سے پودا ہی پیدا ہوتا ہے اور برگ وبار لاتا ہے۔ کسی جانور کے خلیے کے مرکزہ سے جانور ہی جنم لیتا ہے اور انسان کے مرکزہ سے انسان ہی صورت پذیر ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی معاشرے کے مرکزوں (افراد) سے ویسا ہی معاشرہ وجود میں آئے گا، جس نوعیت کے وہ مرکزے ہوں گے۔ پھر جس طرح کسی پودے اور درخت کی پیدایش اور نشوونما کا انحصار مخصوص طریقِ کاشت، زمین کی خاصیت اور آب و ہوا کی نوعیت پر ہوتا ہے، اسی طرح کسی جانور اور انسان کو وجود میں لانے کے لیے مخصوص مرکزوں اور خلیوں، مخصوص تخلیقی عمل، خصوصی ماحول، خاص قسم کی غذا اور دوسرے منفرد عوامل درکار ہوتے ہیں۔

ایک فرد جس ماحول میں پرورش پاتا ہے، اس کی فکری صلاحیتیں، خالق کائنات اور کائنات میں انسان کا مقام متعین کرنے والے جس فلسفے اور نظریے کے تحت نشوونما پاتی ہیں، اُس کی سیرت جس اخلاقی سانچے میں ڈھلتی ہے اور وہ زندگی کے جس مقصد کو اپنا کر اپنا منہاج عمل متعین کرتا ہے اس سے تشکیل پانے والا معاشرہ اسی ماحول، اسی فلسفے اور نظریے، اسی سیرت و کردار، انھی اخلاقی اصولوں اور اسی منہاج عمل کا حامل ہوگا۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ افراد کے افکار و نظریات، مقصد زندگی

° محقق، مؤرخ اور مصنف تاریخ جماعت اسلامی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اخلاقی اصول تو کچھ اور ہوں، مگر ان کے مجموعے سے جو معاشرہ صورت پذیر ہو، وہ بالکل برعکس ہو۔

معاشرے پر افکار و نظریات کے اثرات

افراد کے افکار و نظریات اور سیرت و کردار کے سانچے میں معاشرہ کس طرح ڈھل جاتا ہے اُس کا جائزہ اس مختصر مقالے میں ممکن نہیں۔ اس لیے ہم صرف دورِ حاضر کو سامنے رکھتے ہیں۔

جدید عمرانیات میں انسان کو معاشرتی حیوان (Social Animal) قرار دیا گیا ہے۔ اس تصور کی بنیاد پر دو قسم کے معاشرے وجود میں آئے ہیں۔ ایک وہ جس میں انسان جانور ہی کی طرح آزاد ہے کہ جو روش چاہے اختیار کرے، جس کھیت اور چراگاہ میں چاہے منہ مارے، اُسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ اس لیے کہ وہ بنیادی طور پر جانور ہے اور یہ اس کی جبلّت کا تقاضا ہے____ مگر چونکہ وہ عام جانوروں سے ذرا زیادہ مہذّب، شائستہ اور صاحب عقل و دانش ہے اور اس کے لیے معاشرتی زندگی بسر کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس لیے کچھ حدود مقرر کر دی گئی ہیں کہ بس وہ کسی کھیت میں منہ مارتے وقت، اپنے نفس کی کوئی خواہش پوری کرتے وقت اس بات کا خیال رکھے کہ یہ سارے کام دوسرے متعلقہ معاشرتی جانور کی رضامندی سے ہوں۔ یہ رضامندی اُسے حاصل ہو جائے تو پھر کوئی بدی بدی نہیں، کوئی لاقانونیت لاقانونیت نہیں ہے۔ کسی کی حق تلفی حق تلفی نہیں، کسی کی بے آبروئی بے آبروئی نہیں، اور کسی کی عصمت و ناموس عصمت و ناموس نہیں۔ وہ فریق ثانی کی رضا کے ساتھ ہر غیر اخلاقی فعل، ہر ظلم اور ہر جرم کر سکتا ہے۔ دوسرے معاشرتی جانوروں کو لوٹ کھسوٹ کر اپنا گھر بھر سکتا ہے۔ کسی کی ناموس کو اپنے گھر میں ڈال سکتا ہے یا گھر میں ڈالے بغیر اس سے کھیل سکتا اور نفس کی آگ بجھا سکتا ہے۔ البتہ وہ یہ باتیں اگر جبراً کرتا ہے تو یہ جرم ہے اور بری بات۔

یہ نقطۂ نظر اُس ریاست کی قانون سازی میں پوری طرح کارفرما ہوتا ہے، جسے یہ 'معاشرتی جانور' قائم کرتے ہیں۔ اس طرح یہ حیوانی آزادی محض افراد تک محدود نہیں رہتی بلکہ اجتماعی صورت اختیار کر لیتی ہے اور ہر ادارے میں ان کی حیوانیت رقصاں دیکھی جا سکتی ہے۔ جب اس جانور کا سابقہ اپنے معاشرے سے باہر دوسرے معاشروں سے پڑتا ہے تو اس کی حیوانیت، اس کے شائستہ فلسفے اور ترقی پسندانہ قوانین اور ضابطے سب دھرے رہ جاتے ہیں۔ پھر وہ درندہ بن کر نمودار ہوتا ہے جو اپنے سے کمزور 'جانوروں' کو چیرتا پھاڑتا، اُن کے حقوق غصب کرتا، اُن کی زمینوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر قبضہ کرتا اور انھیں اپنا غلام بناتا ہے اور اس راہ میں وہ کسی حد اور رکاوٹ کا قائل نہیں رہتا۔

پھر ایک دوسرا معاشرہ وہ ہے، جس میں 'معاشرتی جانوروں' کا ایک چھوٹا سا چالاک اور ہنرمند گروہ اپنے عام ہم جنسوں یا اُن کے ایک خاص طبقے کے نام پر معاشرے کی باگ ڈور سنبھال لیتا ہے اور پھر ان کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک کرتا ہے۔ انھیں اُسی طرح لاٹھی سے ہانکتا ہے، اس ظالمانہ سلوک میں مرد اور عورت میں کوئی امتیاز نہیں کرتا۔

ایسے معاشرے پوری کوشش کرتے ہیں کہ معاشرتی جانوروں میں آزادانہ سوچنے سمجھنے اور بولنے کی جو صلاحیتیں پائی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انھیں انتخاب اور ارادے کی جو آزادی بخشی ہے، اُن سے وہ کام نہ لینے پائیں، بلکہ سوچ کا جو سانچا وہ مہیا کریں اُس میں یہ صلاحیتیں ڈھل جائیں اور اُن کی خودی موت کے گھاٹ اتر جائے اور وہ عام جانوروں کی طرح انتخاب اور ارادے کی قوت اور آزادی سے محروم ہو جائیں۔ ایسے نظریے کی بنیاد پر جو معاشرہ وجود میں آتا ہے اُس کا فلسفہ یہ ہے کہ یہ جانور اپنے کسی پیدا کرنے والے کے آگے جواب دہ نہیں۔ اُن کی زندگی بس اسی دنیا تک محدود ہے اور ان کا کام بجز اس کے کچھ نہیں کہ ذرا عام جانوروں کی نسبت مہذب انداز میں رہیں سہیں، چریں چگیں، نسل بڑھائیں اور مر جائیں۔

اسلام کا تصورِ انسان

اسلام کا تصوّر انسان کے بارے میں اس سے بالکل مختلف ہے۔ اس کے نزدیک وہ خدا کی افضل ترین (Most Exalted) مخلوق ہے:

وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۝ (الاعراف ۷:۱۴۰) وہ اللہ ہی ہے جس نے تمھیں دنیا بھر کی قوموں پر فضیلت بخشی ہے۔

جس کو اس نے بہترین ساخت کے ساتھ پیدا کیا ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۝ (التین ۹۵:۴) ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔

اسے زبردست فکری و عملی قوتیں اور صلاحیتیں عطا کی ہیں:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ (الملک ۶۷:۲۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اللہ ہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا، تم کو سننے اور دیکھنے کی طاقتیں دیں اور سوچنے سمجھنے والے دل دیے۔

اور زمین میں اپنا نائب (vicegerent) بنایا ہے۔

پھر اس افضل ترین، بہترین ساخت اور اعلیٰ صلاحیتیں رکھنے والی مخلوق کو بے مقصد نہیں پیدا کیا کہ کھائے پیئے، چند روزہ زندگی کے مزے لوٹے اور مرجائے۔ نہیں، وہ آزمایش کے لیے پیدا کی گئی ہے اور اس مقصد کے لیے اسے حق و باطل، نیکی اور بدی کی راہ کو منتخب کرنے اور اس پر چلنے کی پوری آزادی بخشی گئی ہے:

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ○ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ○ (الدھر ۷۶:۲-۳) ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لیے ہم نے اُسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔ ہم نے اُسے راستہ دکھا دیا، خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا۔

بے شک اس افضل ترین مخلوق ــــ انسان ــــ کے ساتھ ایک حیوان بھی ہے۔ اس کے بغیر انسان کی انسانیت کی تکمیل ہی نہیں ہوسکتی تھی۔ تاہم، انسانی جسم کی پوری مشینری میں اسے بالکل ناگزیر حیثیت دی گئی اور اسے کنٹرول کرنے کے لیے انسان کو بدی اور نیکی کا احساس اور اُن میں امتیاز کرنے کے لیے ضمیر کی قوت اور علم (وحی الٰہی) کی روشنی بخشی۔ اِس حیوان کے حدودِ عمل بھی متعین کردیے کہ ان کے دائرے میں رہ کر اپنا تخلیقی فریضہ سرانجام دے۔ اس حیوان کا انسان پر بس اتنا حق ہے کہ وہ اسے زندہ رہنے کا اس قدر سامان فراہم کرتا رہے کہ اس کی یہ زندگی انسان کو اپنے فرائض ادا کرنے کے قابل بنائے رکھے اور اتنا نہ پالے پوسے کہ وہ اسے اللہ کے مقابلے میں بغاوت اور سرکشی پر آمادہ کردے۔ گویا اسلام انسان کے حیوان کو نہیں انسان کو اہمیت دیتا ہے اور اس انسان کی بقا اور ترقی اور اچھے انجام کو اُس کا اصل مقصدِ تخلیق قرار دیتا ہے۔

یہ سارا اہتمام انفرادی طور پر کیا گیا ہے، یعنی پورے معاشرے یا کسی خاص طبقے کو اجتماعی طور پر نہیں، ہر شخص کو فرداً فرداً اگر دانا گیا ہے اور آخرت میں بھی ہر شخص اس کی بارگاہ میں اسی طرح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرداً فرداً حاضر ہوگا جس طرح وہ فرداً فرداً دنیا میں آیا تھا:

وَ لَقَدۡ جِئۡتُمُوۡنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقۡنٰكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ (انعام۶: ۹۴) اب تم ویسے ہی تنِ تنہا ہمارے سامنے حاضر ہوگئے جیسا ہم نے تمھیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا۔

اور پھر اُس سے دنیوی زندگی کے شب و روز کے ایک ایک لمحے کا حساب لیا جائے گا اور اُسے پوری پوری جزا اور سزا دی جائے گی۔

وَاَنَّ سَعۡیَهٗ سَوۡفَ یُرٰی ۝ ثُمَّ یُجۡزٰىهُ الۡجَزَآءَ الۡاَوۡفٰی ۝ (النجم ۵۳: ۴۰-۴۱) اور یہ کہ اس کی سعی عن قریب دیکھی جائے گی اُس کی پوری جزا اسے دی جائے گی۔

وہاں ہر فرد کو اپنا بوجھ اُٹھانا ہوگا اور دنیا کی زندگی میں اس نے جیسی کچھ جدوجہد آخرت کی زندگی کے لیے کی تھی اس کا ویسا ہی پھل اسے مل جائے گا۔

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ۝ وَاَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۝ (النجم ۵۳: ۳۸-۳۹) یہ کہ کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا، اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اس نے سعی کی۔

اور اس کا یہ عُذر قابلِ سماعت نہ ہوگا کہ وہ معاشرے کے مقابلے میں بے بس تھا اور اُسے دنیوی رہنماؤں اور مذہبی پیشواؤں نے غلط اور سرکشی کے راستے پر چلنے پر مجبور کر دیا تھا۔

اس طرح اسلام انسان کا مقام و مرتبہ متعین کرنے کے ساتھ ساتھ فرد اور معاشرے کا مقام اور حیثیت بھی متعین کر دیتا ہے، یعنی فرد معاشرے کی تخلیق نہیں بلکہ بہت سے افراد مل کر معاشرے کی تخلیق کرتے ہیں۔ یہ افراد جن افکار و نظریات اور عقائد و اخلاق کے سانچے میں ڈھلے ہوں گے معاشرہ بھی ان ہی افکار و نظریات اور عقائد و اخلاق پر مبنی ہوگا۔ اور چوں کہ قیامت کے روز ہر فرد انفرادی طور پر اپنے اعمال و افعال کا جواب دہ ہے، اس لیے معاشرے کو یہ حق نہیں ہے کہ افراد کو ان کے افکار و نظریات اور عقائد و اخلاق کے مطابق زندگی بسر نہ کرنے دے اور انھیں اپنی مرضی کی لاٹھی سے جانوروں کی طرح ہانکتا پھرے۔ انسان جانور نہیں اشرف المخلوقات ہے۔

اسلامی معاشرے کی اساس

اسلام کے نقطۂ نظر سے انسان کے اس مقام اور اس کی انفرادی حیثیت کو مدّنظر رکھیے کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام کس قسم کا معاشرہ وجود میں لانا چاہتا ہے۔ اسلامی معاشرہ دنیا کے تمام معاشروں سے بالکل جداگانہ رنگ رکھتا ہے۔ یہ نہ تو نسل ونسب پر مبنی ہے اور نہ زبان اور وطن پر بلکہ یہ تہذیبی اور نظریاتی بنیادوں پر تشکیل پاتا ہے۔ اس کی تشکیل بھی وہی لوگ کر سکتے ہیں اور اسے راست بنیادوں پر قائم بھی وہی رکھ سکتے ہیں جو ان بنیادوں کو نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ اپنی انفرادی زندگی کو ان پر ٹھیک ٹھیک استوار بھی کرتے ہیں خواہ وہ کسی سرزمین سے تعلق رکھتے ہوں اور نسل ونسب کا رنگ، زبان اور وطنی قومیت وغیرہ کی کوئی قدر مشترک اُن کے درمیان نہ ہو۔

اسلامی معاشرے کا کلمۂ جامعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ یہ وہ پاک کلمہ ہے جس پر ایمان لانے کے بعد ایک شخص اسلامی معاشرے کو تشکیل دینے والی اکائی بن جاتا ہے۔ یہی مختصر سا بول اسلامی معاشرے کو وہ تہذیبی ونظریاتی بنیادیں فراہم کرتا ہے جس پر اس کی عظیم اور دلکش عمارت کھڑی کی گئی ہے۔ اسی کلمے کو ادا کرنے کے بعد ایک شخص یہ تسلیم کر لیتا ہے کہ اس کا اور اس کے گردوپیش پھیلی ہوئی ساری کائنات کا خالق، مالک، آقا اور حکمران اللہ تعالیٰ ہے جس نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نوعِ انسان کو وہ نظامِ فکروعمل بخشا ہے جو زندگی کے ہر ایک شعبے پر حاوی ہے اور جسے اپنائے بغیر انسان نہ دنیا کی زندگی چین اور اطمینان سے بسر کر سکتا ہے اور نہ آخرت میں نجات پا سکتا ہے۔

یہ نظامِ فکروعمل افراط وتفریط سے پاک ہے۔ انسان کے لیے دو انتہاؤں سے ہٹ کر متوسط راہ متعین کرتا ہے۔ اس طرح اسلامی معاشرہ ایک متوازن معاشرہ ہے۔ عبادت ہو یا سیاست، معاشرت ومعیشت ہو یا کوئی اور شعبۂ زندگی، اس کے احکام اور تعلیمات ہر معاملے میں اعتدال پسندانہ ہیں۔ پھر یہ ایک غیر طبقاتی معاشرہ ہے جس میں کالے گورے، عربی وعجمی، امیر وغریب، آقا وغلام کے درمیان کوئی امتیاز نہیں۔ نہ یہاں پیدایش یا پیشے کے اعتبار سے کوئی شخص شریف یا رذیل ہے۔ سب انسان برابر ہیں۔

اسلامی معاشرہ بے مقصد معاشرہ نہیں۔ یہ انسان کو دنیا میں نیکی، راست روی اور حق پرستی کی زندگی بسر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ امت مسلمہ کا مقصد وجود یہ ہے کہ عالم انسانیت کے سامنے اپنے عمل سے گواہی دے کہ اسلام زندگی کا جو نظام دیتا ہے وہی دنیا وآخرت میں فلاح وکامرانی کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہترین نظام ہے:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (البقرہ ۲:۱۴۳)

اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک 'اُمتِ وسط' بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو۔

اس لحاظ سے یہ ایک مثالی معاشرہ ہے اور ساری دنیا کے لیے بہترین نمونہ اتباع۔

اسلامی معاشرہ: تربیت کی بنیادیں

ایسا مثالی معاشرہ، مثالی اور کامل المعیار افراد ہی وجود میں لا سکتے ہیں۔ اسی لیے اسلام افراد کی فکری و عملی تربیت کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ وہ انھیں قانون کی لاٹھی سے ہانکنے یا اجتماعی قوت کے ذریعے اپنا نظام مسلّط کرنے کے بجائے اُن کے فکر و نظر میں انقلاب برپا کرتا ہے۔ ان کے سوچنے سمجھنے کے زاویے بدلتا ہے۔ زندگی اور کائنات اور خدا کے بارے میں اُن کے غلط تصور کو بدل ڈالتا ہے۔ ان کی پسند اور ناپسند کا معیار بدلتا ہے۔ ان کی دل چسپیوں کے مرکز اور دائرے تبدیل کرتا ہے۔ غرض وہ تمام تبدیلیاں جو دوسری نظریاتی اور تہذیبی قوتیں جبر و تشدّد کے ہتھیاروں سے لاتی ہیں، وہ اسلام دل و نگاہ کی تبدیلی سے لاتا ہے۔ اس تبدیلی کے بعد ان کی سیرت و کردار کو تربیت کے مخصوص سانچے میں ڈھال دیتا ہے۔ وہ قانون نافذ کرتا بھی ہے تو ایسی فضا اور ماحول پیدا کرنے کے لیے جس میں افراد کو اُس تربیت میں مزید مدد مل سکے اور اس تربیت کے منافی اور ناسازگار ماحول جنم نہ لے سکے۔

اسلام کی اس تربیت کے چند بنیادی اور اہم رُخ حسب ذیل ہیں:

- **اسلامی نظریہ حیات کی برتری**: یہ تربیت ایک مسلمان فرد میں اسلامی نظریۂ حیات کی برتری اور اس کے برحق ہونے کا پختہ و کامل یقین پیدا کرتی ہے تاکہ وہ دنیا کے دوسرے نظریات سے مرعوب نہ ہونے پائے۔ یہ نظریات زمانے میں کتنے ہی رائج اور غالب و طاقت ور کیوں نہ ہوں، اُن کے باطل ہونے پر اُس کا ایمان ہو۔ ان کے پھیلائے ہوئے فکری و نظریاتی اور مادی جال کو تارِ عنکبوت سمجھے جو حقیقت و صداقت اور ایمان کی قوت کے آگے نہیں ٹھیر سکتا۔ حالات چاہے کیسے ہی رُوح فرسا اور مایوس کن ہوں اور دنیا کا دھارا چاہے کتنے ہی مخالف رُخ پر جا رہا ہو،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کا دل یقین کے اس نور سے منور رہے کہ حق وہی ہے جس پر وہ ایمان لایا ہے۔

● **قول و فعل کی ہم آہنگی:** یہ تربیت نظریے پر ایمانِ کامل اور پختہ یقین پیدا کرنے کے ساتھ اُس کی زندگی کو عمل کے رنگ میں اس طرح رنگتی ہے کہ وہ پکار پکار کر شہادت دیتی ہے کہ اس کا واقعی اس نظریۂ حیات کے برحق ہونے پر ایمان ہے۔ قول و عمل کی ہم آہنگی ہی وہ قوت ہے جو حق کی تلاش میں سرگرداں اور حق کی خواہاں دنیا کو متاثر کرتی ہے۔ قول و عمل کا تضاد منافقت کی علامت ہوتی ہے اور نفاق وہ روگ ہے جو کسی معاشرے کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔ اس لیے اسلام کے تربیتی پروگرام میں قول و عمل میں مطابقت پر بہت زور دیا جاتا ہے۔

● **مضبوط کردار:** مقصد سے محبت اور عزم راسخ مضبوط کردار پیدا کرتے ہیں تا کہ وہ حق کے سوا ہر چیز کو ٹھکرا دے۔ اپنے موقف پر پہاڑ کی طرح جما رہے۔ اصولوں پر نہ مصالحت کرے اور نہ مداہنت پر آمادہ ہو۔ نہ لوگوں کی خواہشات کا اتباع کرے۔ حق میں کسی کو شریک نہ بنائے۔ مزاحم قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے اور باطل کے دباؤ میں نہ آئے۔

● **خدا خوفی:** خدا پرستی اللہ کے ساتھ گہرا لگاؤ پیدا کرتی ہے۔ دل و دماغ میں یہ بات راسخ کر دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاقت سب طاقتوں سے بالا اور زبردست ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ اس کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے اور ہر غیر اللہ سے کٹ کر اُسی کا ہو جائے۔ اُسی پر توکل اور بھروسا کرے۔ اُس کی راہ میں آنے والی مشکلات و مصائب کا مقابلہ صبر و استقامت سے کرے۔ خدا پرستی اُس کے شب و روز کو خدا خوفی، تقویٰ، امانت و دیانت، عدل و احسان، عہد و پیمان کا پاس، راست بازی، پاکیزگی سیرت، طہارتِ کردار اور اخلاقِ فاضلہ کے سانچے میں ڈھالتی ہے۔ معاشرے کو بگاڑنے والے اسباب و عوامل کے خلاف اُس کے دل میں نفرت کے نہ مرنے والے بیج بو دیتی ہے۔ توحید، رسالت اور آخرت کے بنیادی عقائد سے دنیا اور آخرت میں جو اخلاقی نتائج رُونما ہوتے ہیں، خدا خوفی ان کا احساس قلب و ذہن میں اتنا گہرا بٹھاتی ہے کہ جب بھی انسان کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے، اُس کے نتائج و عواقب اس کے لوحِ ذہن پر ابھر آتے ہیں۔ اور اگر وہ نتائج برے ہوں تو اس کا یہ احساس فوراً اُس کے قدم روک دیتا ہے۔

● **اجتماعیت:** جماعتی شعور اور نظم و ضبط پیدا کرتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور بے چون وچرا اطاعت کا سبق سکھاتی ہے۔

● **حق گوئی و بے باکی :** حق گو، بے باک اور بے خوف بناتی ہے تا کہ مسلمان، معاشرے کو سیدھے راستے پر گامزن رکھنے میں ساعی ہوں اور غلط راہوں پر جانے سے روکیں۔ مسلمانوں کی سب سے بڑی ذمہ داری یہی ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے علَم بردار بن کر رہیں۔ انھیں برپا ہی اسی لیے کیا گیا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط (اٰلِ عمرٰن ۳:۱۱۰) اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس فرض کو انجام نہ دینے سے ایمان تک مشتبہ ہو جاتا ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا:

جو شخص کسی منکر کو دیکھے اس کو چاہیے کہ وہ اُسے ہاتھ سے روک دے۔ لیکن اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اُس کے خلاف آواز بلند کرے۔ اور اگر اس کی ہمت بھی نہ ہو تو پھر کم از کم اپنے دل میں اُسے بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (مسلم)

ایک اور حدیث پاک میں ہے: ''اس میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں ہے''۔ یعنی منکر کو اگر کوئی مسلمان دل میں بھی بُرا نہیں سمجھتا، اس سے سازگاری پیدا کر لیتا ہے، یا اس کے ساتھ غیر جانب دارانہ رویہ اختیار کرتا ہے تو اسے اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

● **اخلاص:** خدا خوفی اس قدر اخلاص پیدا کرتی ہے کہ وہ نیکی کا جو کام بھی کرتا ہے محض اللہ کی خاطر اور خوش نودی کے لیے کرتا ہے۔

اسلامی معاشرے کی انفرادیت

یہ ہے وہ تربیت جو اسلام اپنے حلقہ بگوش افراد کی کرتا ہے جن کے جماعتی زندگی بسر کرنے سے اسلامی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّی زندگی کے ۱۳ برسوں میں جو افراد تیار کیے انھیں انھی خطوط پر تربیت دی اور ان کا تزکیۂ کردار کیا اور پھر جب ان افراد نے مدینہ کی زندگی میں باقاعدہ ایک معاشرے کی صورت اختیار کر لی اور ایک اسلامی ریاست قائم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوگئی، اور یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا سماں بندھنے لگا، تب بھی دورِ امن ہوتا یا زمانۂ جنگ، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کی تربیت باقاعدہ کرتے رہتے تھے۔ مدینہ کی زندگی میں اسلامی تہذیب وتمدّن، عبادات، معاشی زندگی اور سیاسی نظام کے احکامات دیے اور قوانین نافذ کیے گئے، لیکن ان احکامات اور قوانین کو نافذ کرنے سے پہلے افراد کو ذہنی طور پر تیار کیا گیا تاکہ وہ انھیں اپنی دنیا اور آخرت کی زندگی سنوارنے کا موجب سمجھتے ہوئے پوری خوش دلی اور ذہنی ہم آہنگی کے ساتھ قبول کریں۔ حضوؐر کی حیات مبارکہ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ کسی قانون یا حکم کو بہ جبر نافذ کیا گیا ہو بلکہ کیفیت یہ تھی کہ اہل ایمان اشارۂ ابرو کے منتظر رہتے تھے کہ حضوؐر کوئی حکم فرمائیں اور وہ اس کی پیروی کر کے دنیا اور آخرت کی سعادت سمیٹیں۔

اس تربیت سے جس قسم کے افراد تیار ہوئے، دنیا کا کوئی معاشرہ اور غیر مسلم تاریخ کا کوئی دوران کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ تصور کیجیے جس معاشرے کے افراد صرف ایک اللہ کی غلامی اور ایک رسول کی قیادت تسلیم کرتے ہوں، پاک دل و پاک باز ہوں، اخلاقِ فاضلہ سے جن کی زندگیاں مزین ہوں، جو ایک دوسرے کی جان ومال اور آبرو کا احترام ہی نہ کرتے ہوں محافظ بھی ہوں۔ جھوٹی تہمتیں نہ باندھیں، جادو اور توہمات کے اسیر نہ ہوں، علم وروشنی سے جن کے قلب وذہن تابندہ ہوں، جو امانت دار ہوں، عہد و پیماں کے پابند ہوں، انصاف پسند ہوں، جن کا دامن شراب خوری، زنا، ڈاکازنی، چوری، جھوٹ، منافقت، حرص وطمع اور دوسرے اخلاقی ذمائم سے پاک ہوں۔ فحش گوئی اور فحاشی سے دور بھاگتے ہوں۔ یتیموں اور کمزوروں کے حقوق غصب نہ کرتے ہوں۔ ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہوں۔ صدقہ وخیرات اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہوں۔ نوعِ انسانی کے غم خوار اور ہمدرد ہوں اور آپس میں بھائی بھائی، اہل حق کے لیے نرم خُو ہوں اور باطل پرستوں کے لیے سخت فرض شناس اور ذمہ دار ہوں۔ صداقت شعار، وفاشعار، حق پرست، حق گو، نڈر ہوں۔ ایک اللہ کے سوا کسی کے آگے نہ جھکتے ہوں، نہ خوف کھاتے ہوں۔ ایسے افراد سے جو معاشرہ وجود میں آئے گا اس کی کیا کیفیت ہوگی؟

ایسا ہی معاشرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار فرمایا تھا۔ اسلام سے پہلے عرب جاہل، ان گڑھ اور اَن پڑھ تھے۔ لیکن جب اس جاہلی معاشرے کی جگہ اسلامی تربیت یافتہ افراد پر مشتمل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلامی معاشرے نے لی تو یہی لوگ ایسے عظیم عالم، جج، جرنیل، سیاست دان اور قانون دان بن کر اُٹھے کہ جس طرف نکل گئے انھوں نے زمانے کا رخ موڑ دیا۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا دھارا نئی شان وشوکت سے نئی راہ پر بہنے لگا۔ پہلے ہر طرف جہالت و وحشت کی تاریک رات طاری تھی، یہ حق کا پیغام لیے جہاں پہنچے صبحِ روشن نمودار ہوگئی۔

اسلامی معاشرے کا انحطاط

یہ اسی تربیت اسلامی کا اثر تھا کہ اسلامی معاشرہ صدیوں تک دنیا کے تمام معاشروں پر چھایا رہا۔ یورپ نے علم وتہذیب کی روشنی اس سے لی اور اپنی تاریک راہوں کر منور کیا۔ جب تک افراد کی تربیتِ اسلامی کا اہتمام اسلامی معاشرے میں ہوتا رہا، دنیا کی علمی، تہذیبی اور سیاسی قیادت اس کے ہاتھ میں رہی۔ لیکن جب یہ اہتمام پہلے کمزور پڑا اور پھر آہستہ آہستہ ختم ہوگیا تو دوسری نظریاتی اور تہذیبی قوتیں اس پر حملہ آور ہوگئیں۔ یہاں تک کہ اسلامی قلعے کی جو فصیلیں تربیت اسلامی نے تعمیر کی تھیں وہ ایک ایک کر کے منہدم ہوتی چلی گئیں۔ مسلمانوں کی گود میں پلنے والے تربیت اسلام سے عاری ایسے نوجوان بہ کثرت پیدا ہونے لگے جو ان بیرونی تہذیبی طاقت وروں سے متاثر تھے۔ دشمن باہر سے حملہ آور تھا اور یہ اندر سے نقب لگا رہے تھے اور باقی معاشرے پر سحرزدگی کا عالم تھا کہ وہ خود اس اسلامی تربیت سے تہی دامن ہو چکا تھا، جس نے اسے شعورِ وجود بخشتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان ملک نہ صرف سیاسی طور پر اُن حملہ آوروں کے غلام بن گئے بلکہ وہ ان کی تہذیبی یلغار کے آگے بہہ نکلے۔

آج عالمِ اسلام جن حالات سے دوچار ہے وہ صحیح اسلامی تربیت کے فقدان ہی کا نتیجہ ہے۔ اسلامی معاشروں میں ساری کمزوریاں اسی راہ سے آئی ہیں۔ امام مالک بن انس کا قول ہے کہ اس امت کے پہلے حصّے کی اصلاح جس چیز کی بدولت ہوئی، اُسی کے ذریعے آخری حصّے کی بھی اصلاح ہوگی۔ ہم اپنے ملّی واسلامی تشخص کی بازیافت کی جدوجہد کر رہے ہیں، اس میں اُسی وقت کامیاب ہوں گے جب ہمارے معاشرے اپنے افراد کی تربیتِ اسلامی انھی خطوط پر کریں جن پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوّلین اسلامی معاشرے کے افراد کی تربیت کی تھی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

Rs. 500/-

کرنل (ر) اشفاق حسین کی نئی کتاب

جنٹل مین فی ارض اللہ

مع رنگین تصاویر

سفرنامہ عرب، یورپ و امریکہ

اپنے شہر کے بڑے بک سٹورز سے طلب فرمائیں یا بذریعہ ڈاک ہم سے منگوانے کیلئے 0312-7361408 پر SMS کیجیے

ادارہ مطبوعات سلیمانی

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
(042) 3723 2788, (042) 3736 1408
sulemani@gmail.com fb.com/sulemani5
sulemani.com.pk

ٹریک ٹریولز

TRACK TRAVEL

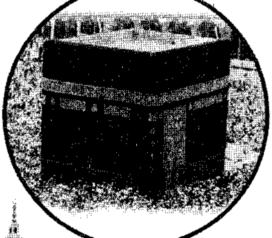

عمرہ سروسز

- سستے ترین پیکجز
- حرمین پاک سے قریب ترین رہائش
- معیاری سفر، نہایت مناسب کرایہ
- سٹار ہوٹلز کے معیاری اور مناسب قیمت پیکجز بھی دستیاب ہیں۔

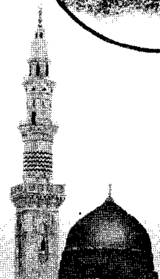

Emirates
BRITISH AIRWAYS
PIA
THAI
ETIHAD
QATAR AIRWAYS

نیز تمام ایئر لائنز کے سستے ترین ٹکٹ دستیاب ہیں۔

0300-5306388 0345-5380532
0300-5813213 051-4932129

روز پلازہ رحمٰن آباد چوک مری روڈ راولپنڈی

© rasailojaraid.com